اسلامیات

سوال نمبر ۵

اسلام میں بحیثیت انسان عورت کے حقوق

جواب:

تعارف:

انسانی حقوق کے بارے میں اسلام کا تصور بنیادی طور پر بنی نوع انسان کے باہمی وقار، احترام اور مساوات پر مبنی ہے۔ انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ دیکر فضیلت عطا کی گئی۔ تمام انسان حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں اسی طرح سب کی ماں بھی اصلاحاً ایک ہے۔ ایک ہی ماں باپ سے پورا گھرانا وجود میں آتا ہے۔ حضرت حواؑ کی پسلی سے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا گیا جس کے معنی یہ ہوئے کہ مرد و عورت کے مقابلے میں کوئی حقیر اور فروتر مخلوق نہیں۔ اسلام نے مردوں کے ساتھ عورتوں کو مساوی حقوق عطا کیے۔ عورتوں کو تمام بنیادی حقوق فراہم کر کے انکی عزت و عظمت کو اجاگر کیا۔

حقوق کے معنی

لغوی معنی: حقوق لفظ حق کی جمع ہے جسکے معنی سچائی، حقیقت اور فرائض کے ہیں۔

اصطلاحی معنی: حق وہ قانونی ذمہ ہے جو شریعت ایک شخص کو دوسرے پر دیتی ہے۔ (اسلامی قانون)

• حق کی دو اقسام ہیں۔ حقوق العباد اور حقوق اللہ۔
اسلام میں بنیادی حقوق کا تصور تکریم انسانیت سے شروع ہوتا ہے
نبی ؐ کی حدیث کے مطابق:
"تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے"۔ (الحدیث)

خواتین کا اسلام میں مرتبہ

اسلام نے عورت کو ہمیشہ سے عظیم مرتبہ و مقام سے نوازا ہے۔ اسلام میں مرد و عورت میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ اسلام نے زمانہ جاہلیت کے تمام رسم و رواج کو ختم کیا اور انکی عزت کی اور اس کو وہ حقوق عطا کیے جو اسکی شان کے مطابق تھے۔ اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ ذیل میں بیان کیا گیا:

۱۔ اللہ کی نگاہ میں مرد و عورت برابر ہیں

اللہ کی نگاہ میں انسان صرف عمل کے لحاظ سے افضل ہیں نہ کہ جنس کے اعتبار سے۔ دورِ جاہلیت میں مردوں میں بالاتر تصور کیا جاتا تھا لیکن اسلام نے یہ تصور ختم کیا اور مساوات کا تصور دیا۔

قرآنی آیت کے مفہوم کے مطابق
"میں (اللہ) کسی عمل کرنے والے کے عمل کو خواہ مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کرتا۔ تم ایک دوسرے کی جنس ہو"۔
(القرآن)

۲۔ ماں کیساتھ حسن سلوک کا حکم

اسلام میں ماں کو بلند درجہ عطا کیا گیا۔ ماں کی عزت و تکریم کو دیکھتے ہوئے نبیؐ نے یہاں تک فرمایا کہ

"ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔" (الحدیث)

ایک صحابی رسول اللہؐ کے پاس تشریف لائے اور پوچھا یا رسولؐ ایسا کون سا عمل ہے جو اللہ کی خوشنودی کا باعث بنتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا "نماز مقررہ وقت پر ادا کرنا"۔ انہوں نے دریافت کیا اس کے بعد آپؐ نے فرمایا "اپنے ماں باپ سے حسن سلوک کرنا"۔

۳۔ بیویوں کیساتھ احسن طریقہ سے پیش آنے کا حکم

بیویوں کیساتھ احسن طریقہ سے پیش آنے کا حکم دیا گیا۔ ان کے حقوق ادا کرنے پر زور دیا گیا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا

"تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں کیساتھ اچھا معاملہ کرتے ہیں اور میں اس معاملے میں تم سب سے بہترین ہوں"۔ (الحدیث)

آپؐ اپنی ازواج کیساتھ بہترین سلوک کرتے تھے۔ عرب معاشرہ میں عورتوں کی تکریم کا خیال نہیں کیا جاتا تھا۔ اسلام نے عورت کو تمام حقوق دیکر عزت دی۔

۴۔ بیٹیوں کیساتھ شفقت اور حوصلہ افزائی کی تلقین

اسلام نے بیٹیوں کیساتھ شفقت سے

پیش آنے کا درس دیا۔ حضور اکرمؐ کی مثال اس بات کی واضح دلیل ہے کہ بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے کے بجائے ان کے ساتھ شفقت والا معاملہ رکھا جائے۔ حضور اکرمؐ اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے اس قدر محبت کرتے کہ انکی تکریم میں کھڑے ہو جایا کرتے۔ مزید براں عورت کی عظمت کو اجاگر کرنے کیلئے بیٹیوں کو وراثت میں حق دار قرار دیا گیا۔ رسولؐ نے ارشاد فرمایا:

"وہ شخص جسکی تین بیٹیاں ہوں اس نے ان کے ساتھ شفقت کا معاملہ فرمایا، انکی پرورش کی، کھلایا پلایا تو وہ بیٹیاں روزِ قیامت اس شخص کیلئے جہنم کی آگ سے پردہ بن جائیں گی۔" (الحدیث)

۵۔ خواتین کی عزت کا حکم

خواتین کی عزت کرنے کا حکم دیا گیا خواہ وہ کسی رشتے میں بھی ہوں۔ ان کے حقوق ادا کرنے اور خیال رکھنے کا درس دیا گیا۔ اسکی بہترین مثال یہ ہے کہ نبی اکرمؐ جسطرح مردوں سے بیعت لیتے تھے اسی طرح کئی معاملات میں عورتوں سے بھی بیعت لیتے تھے۔ خطبہ حجۃ الوداع میں عورتوں کی عظمت کو اجاگر کرتے ہوئے ان کے حقوق بیان کیے اور ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! خواتین کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔"

(خطبہ حجۃ الوداع)

اسلام میں عورتوں کے حقوق

عورتوں کی عزت اور عظمت کو اجاگر کرنے کیلئے ان کو مندرجہ بالا حقوق اسلام نے عطا کیے۔

۱۔ جینے کا حق:

جزیرہ عرب میں دورِ جہالت میں عورتوں کو زندہ درگور کیا جاتا یا شرمسار طور پر رکھا جاتا۔ اسلام نے عورت کو جان کو بھی مقدس تصور کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

"جس نے کسی انسان کی ناحق جان لی اس نے گویا پوری انسانیت کا قتل کیا"۔ (القرآن)

اسلام نے غیرت، شکوک و شبہات کی بنا پر کیے جانے والے عورتوں کے قتل کی سخت مزمت کی۔ ونی کا تصور ختم کیا اور عورت کو معاشرے میں ایک عظیم مقام اور عزت عطا کی۔

۲۔ نکاح میں رضامندی کا حق

عورت کا نکاح کرنے سے پہلے اسکی رضا معلوم کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک ایسی خاتون جس کی پہلے شادی ہو چکی ہو اس سے مشورہ کیا جائے اور کنواری عورت سے رضامندی دریافت کی جائے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول ﷺ رضامندی کیسے دریافت کی جائے، آپؐ نے فرمایا اسکی خاموشی اسکی رضامندی ہے۔ یہ بات اس دور کے حالات کے

CS CamScanner

مطابق کی گئی۔ دو حضرہیں خواتین پر اعتماد ہیں ان سے باقاعدہ طور پر رضامندی پوچھی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو ان سے نکاح مت کرنا یہ نہایت بےحیائی اور ناخوشی کی بات ہے"

(القرآن)

حضرت بریرہؓ اور حضرت مغیثؓ غلام تھے دونوں کی آپس میں شادی ہوئی۔ شادی کے بعد بریرہؓ کو مالکان کی طرف سے آزاد کر دیا گیا جبکہ مغیثؓ غلام تھے۔ بریرہؓ نے علیحدگی اختیار کرنا چاہی تاکہ کسی آزاد شخص سے شادی کر سکیں۔ مغیثؓ اس بات پر قائل نہ تھے۔ بریرہؓ نے نبیؐ سے مشورہ کیا اور آپؐ نے ان کو بتایا کہ انہیں علیحدگی کا حق حاصل ہے چنانچہ انہوں نے علیحدگی اختیار کر لی۔

۳۔ حق تعلیم

اسلام نے عورتوں کو علم حاصل کرنے کی اجازت دی۔ حضرت عائشہؓ معلمہ بھی تھیں اور نبی اکرمؐ کی طالبعلم بھی تھیں۔ وہ نبی اکرمؐ سے معاملات زندگی سیکھ کر مدینہ کی عورتوں کو سکھلاتی تھیں۔ مرد و عورت کی عظمت کو اجاگر کرنے اور ان کے درمیان امتیاز کو مٹانے کے لیے علم حاصل کرنے کی اجازت دونوں کو دی گئی۔ رسولؐ کا ارشاد ہے کہ:

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے" (الحدیث)

مزید ارشاد فرمایا کہ:

"اگر کسی شخص کے پاس لونڈی ہو وہ اسکو تعلیم دے اور یہ اچھی تعلیم ہو اور اس کو مجلس کے آداب سکھائے اور یہ اچھے آداب ہوں اور پھر اسے آزاد کر دے اور اسکے ساتھ نکاح کرے تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔"

(الحدیث)

۴- دوبارہ شادی کرنے کا حق

اگر کوئی عورت طلاق یافتہ یا بیوہ ہو اور وہ شادی کرنا چاہے تو اسلام میں اسے دوبارہ شادی کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ کسی چیز پر پابندی عائد نہیں کی گئی وہ جس عمر میں چاہے نکاح کرے۔ حضرت محمدؐ نے ﷺ حضرت سودہؓ سے شادی کی حالانکہ انکی عمر 50 کے قریب تھی اور وہ بیوہ تھیں۔ لہٰذا عورت جب چاہے اپنی پسند کے شخص سے شریعت کے مطابق نکاح کر سکتی ہے۔

۵- حقِ خلع

اگر کسی صورت میں مرد و عورت کے درمیانی تعلقات بہتر نہ ہو سکیں اور اختلافات بڑھ جائیں تو عورت کو خلع کا حق اسلام نے دیا ہے۔ اگر غلط رشتے میں بندھی ہو اور مرد حقوق کی تلفی کرے اور طلاق دینے سے منع کرے تو اس صورت میں عدالت سے خلع کیلئے درخواست کرنے کی اجازت ہے۔

CamScanner

۶- مال کی ملکیت کا حق

دور جاہلیت میں عورتوں کو کسی قسم
کا مال نہیں دیا جاتا تھا تمام جائداد مرد کے لیے مختص ہوتی تھی۔
اسلام میں اس فرق کو بھی ختم کیا اور عورت کو مال کی ملکیت
کا حق عطا کیا۔ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ مرد جہاد میں
حصہ لیتے ہیں اور شہادت پاتے ہیں ہم عورتیں ان فضیلتوں
سے محروم ہیں اور ہماری میراث بھی ان سے نصف ہے۔ اس
پر یہ آیت نازل ہوئی جسکا مفہوم یہ ہے کہ:
"مردوں کیلئے حصہ ہے اس میں جو انہوں نے کمایا
اور عورتوں کیلئے حصہ ہے اس میں جو انہوں نے کمایا۔"
(القرآن)

۷- کاروبار اور تجارت کا حق

عورتوں کو بھی مردوں کیطرح کاروبار اور
تجارت کا حق ہے۔ حضرت خدیجہؓ شادی سے پہلے اور بعد میں
بھی تجارت کرتی تھیں۔ اگر یہ عورت کا شوق ہو تو وہ گھر بیٹھے
کو ترجیح دے کیونکہ حالات حاضرہ کا مقابلہ کرنا اس کے لیے
دشوار ہے۔ عورت انتظامی عہدوں پر بھی فائز ہو سکتی
ہے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کی بھتیجی حلب کی
والیہ رہیں۔

۸- حق وراثت

عورتوں کو وراثت میں حق دار ٹھہرایا گیا

ہے - قرآنی آیت کے مفہوم کے مطابق

"خدا تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو ارشاد فرماتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے اور اگر اولاد میں صرف لڑکیاں ہوں تو ان کا کل ترکے میں حصہ دو تہائی ہے۔ اور اگر صرف ایک لڑکی ہو تو اس کا حصہ نصف ہے" -

(القرآن)

۹- ضروریات زندگی کی فراہمی

عورتوں کو روزمرہ زندگی میں پیش آنے والی ضروریات کو پورا کرنا اللہ نے مرد کے ذمہ لگایا ہے۔ عورتیں جسمانی مشقت کرنے میں کمزور ہیں مرد عورت کیلئے کما کر لائے اور تمام بنیادی ضروریات کو پورا کرے۔

"مرد عورتوں کے نگہبان ہیں اس لیے کہ خدا نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے اور اس لیے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں تو جو نیک عورتیں ہیں وہ اپنے مرد کے حکم پر چلتی ہیں۔"

(القرآن)

۱۰- طلاق کی صورت میں بچے کی دیکھ بھال کا حق

طلاق کی صورت میں بچے اگر عورت کے پاس ہوں تو مرد کو حکم دیا گیا بچے کی پرورش میں جو

اخراجات آئیں وہ برداشت کرے۔

قرآنی آیت کے مفہوم کے مطابق:

"عورتوں کو (ایام عدت میں) اپنے مقدور کے مطابق وہی رکھو جہاں خود رہتے ہو اور ان کو تنگ کرنے کیلئے تکلیف نہ دو اور اگر حمل سے ہوں تو بچہ پیدا ہونے تک کا خرچ اٹھاؤ اور اگر وہ تمہارے کہنے کے مطابق بچے کو دودھ پلائیں تو انکو اسکی اجرت دو۔"

(القرآن)

طلاق میں صورت میں اگر بچے چھوٹے ہوں تو انکو ماں کے حوالے کیا جائے اور اخراجات اٹھائے جائیں۔ اگر عورت دوسری شادی کرے تو بیٹی ہونے کی صورت میں لازماً باپ کے حوالے کیا جائے۔

خلاصہ بحث

اسلام نے عورتوں کو جان، مال عزت، نکاح، تعلیم، کاروبار، وراثت کا حق دیا ہے۔ اسلام سے پہلے یہ حقوق عورت کو نہیں عطا کیے جاتے تھے اور معاشرے میں اسکی کوئی عزت نہ تھی۔ اسلام نے یہ حقوق عطا کر کے اسکی عظمت اور عورت کو اجاگر کیا۔ اسلام میں عورتوں کا مقام و مرتبہ مردوں کے مساوی ہے۔

CamScanner

سوال

مختصر نوٹ

۱- اجماع اور قیاس

اجماع

لغوی معنی: اجماع کا لفظ عربی زبان کے لفظ "جمع" سے ہے جسکا مطلب کسی چیز پر جمع ہونا، یا متفق کرنے کے ہیں۔

اصطلاحی معنی: آپؐ کے زمانہ کے بعد کسی بھی زمانے میں مسلمان فقہا کا کسی معاملے پر متفق ہو جانا اجماع کہلاتا ہے

اجماع کی دلیل

i- قرآن کی رو سے:

قرآن میں مندرجہ ذیل آیات کو اجماع کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

"اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقے میں نہ پڑو۔"
(القرآن)

ایک اور قرآنی آیت کا مفہوم ہے کہ:

"تم لوگ بہترین جماعت ہو جو لوگوں کیلئے ظاہر کی گئی، تم نیک کاموں کا حکم دیتے اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔" (القرآن)

CS CamScanner

جب کسی جماعت میں کسی مسئلے پر فقہا کا اختلاف ہوا سکے لیے اللہ اور اسکے رسول نے اجماع کا راستہ بتایا اور اتفاق پر اللہ خاموش ہے۔

۲- حدیث کی رو سے:

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ نبی نے فرمایا:

"جو شخص اپنے آپ کو جماعت سے ایک بالشت بھی دور کر دے گا اس نے گویا اسلام کی رسی کو اپنی گردن سے اتارا۔" (القرآن)

حضرت انس رض نے نبی اکرم ﷺ کو یہ کہتے ہوا سنا کہ

"بے شک میری امت گمراہی پر اکٹھا نہیں ہو سکتی۔ جب تم کسی مسئلے میں اختلاف دیکھو تو واضح اکثریت کی پیروی کرو۔"

اجماع کی اقسام

۱- اجماع عام:

پوری مسلمان امت کے فقہا کسی مسئلے پر متفق ہوں۔

۲- اجماع خاص: کسی مخصوص علاقے کے فقہا کسی مسئلے پر متفق ہوں۔

۳- اجماع قولی :

جب اجماع ہوتا ہے اور اس اجماع میں ہر فقیہ اپنے اتفاق کو بول کر بتاتا ہے ۔

۴- اجماع سکوتی :

دورانِ اجماع کچھ فقہا خاموش رہتے ہیں ان کی خاموشی کو رضامندی لے لیا جاتا ہے ۔

اجماع کے تصور کا ارتقا

سب سے پہلے اجماع صحابہ نے کیا ۔ حضرت عمرؓ کے دور میں تراویح پر اجماع ہوا ۔ لوگوں سے مشورہ لیا جاتا اور فقہا اجتماعی طور پر جو فیصلہ کرتے وہ اجماع تصور کیا جاتا تھا ۔ مجتہدین کے زمانہ میں دانستہ طور پر اجماع یا باہمی اتفاق رائے کی کوشش نہیں ہوئی ہر ایک امام نے اپنے اصولوں کی روشنی میں اجماع سے کام لیا ۔

امام احمد بن حنبل اور داؤد الزہری کے نزدیک صحابہ کا اجماع معتبر ہے وہ اجماع اتنا پاک تھا کہ اسکا قانون بن سکتا تھا لیکن جب دنیا سے آخری صحابی گیا تو ان کے نزدیک کا دروازہ بند ہو گیا ۔

امام شافی اجماع عام کے قائل کے تھے ان کے نزدیک اجماع خاص کی کوئی اہمیت نہیں

مثال : دور حاضر میں مسلمانوں کے درمیان اجماع ہوا کہ مسلمان علاقہ میں خودکش حملے حرام ہیں خصوصاً ۔ لیکن عموماً بھی خودکش حملے حرام ہیں ۔

خلاصہ بحث

اجماع کے ذریعے ان معاملات کا فیصلہ کیا جائے جس پر قرآن وسنت سے واضح دلیل نہ ملتی ہو لیکن ان میں پوشیدہ مطلب کو سمجھ کر فقہاء جو فیصلہ کریں سب اس پر متفق ہوں یہی اجماع ہے۔ اسلامی تاریخ میں بہت سے فیصلے اجماع سے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ خلفائے راشدین کی خلافت کا انعقاد بھی اجماع کے ذریعے ہوا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مجتہد علما کی ریاستی سطح پر ذمہ داری مقرر کی جائے کہ وہ اجماع کے ساتھ مسائل شرعیہ میں پاکستانی مسلمانوں کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیں۔

قیاس

لغوی معنی:

قیاس کا لفظ عربی زبان سے ماخوذ ہے جسکے معنی ہیں "تقدیر" یا "اندازہ لگانا"

اصطلاحی معنی:

کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہو جسکا حل قرآن وسنت میں نہ ہو لیکن اس سے ملتا جلتا ہو تو وہ اس مسئلے کیلئے درست ہوگا۔

قیاس کے اجزا:

قیاس کے تین اجزا ہوتے ہیں

۱- اصل : وہ مسئلہ جس کا حکم قرآن یا سنت میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہو

فرع :

وہ نیا مسئلہ جس کا حل معلوم نہیں ہے -

علت:

فرع پر حکم علت کہلاتا ہے

مثال:

قیاس کی مثال یہ ہے کہ قرآن میں شراب پینے کو حرام قرار دیا گیا لیکن جدید زمانے کے نشہ آور اشیاء کے بارے میں کوئی حکم براہ راست موجود نہیں ہے - شراب کو نشہ آور ہونے کی بنیاد پر حرام قرار دیا گیا اس بات کو دلیل بنا کر جدید نشہ آور اشیا مثلاً چرس ، ہیروئن وغیرہ کو حرام قرار دیا گیا ہے -

قیاس کی اہمیت

قیاس اسلامی فقہ کا ماخذ ہے اس کے ذریعے ایسے مسائل کے احکام معلوم کیے جاتے ہیں جن کا حکم قرآن و سنت میں واضح طور پر موجود نہیں. قیاس کے ذریعے اسلامی قانون کو نئی صورت میں ڈھالنا ممکن ہے -

قیاس میں اختلافات

قیاس کے بارے میں اختلافات ہیں - بعض علما اسے ایک شرعی دلیل مانتے ہیں جبکہ بعض علماء اسے صرف ایک اجتہادی طریقہ کار مانتے ہیں - اس کے باوجود فقہ میں یہ خاص اہمیت کا حامل ہے -

CamScanner

قیاس کے نقصانات

۱- قیاس کے غلط استعمال کا امکان رہتا ہے

۲- اس میں اختلافات کا امکان رہتا ہے۔

۳- اس میں اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے جس کے لیے علم اور فقہ کی گہری بصیرت ضروری ہے۔

خلاصہ بحث

قیاس اسلامی فقہ کا ایک اہم ماخذ ہے جس کے کئی فوائد اور نقصانات ہیں۔ اس کا استعمال علم و فقہ کی گہری بصیرت کے ساتھ کرنا چاہیے۔

۲- اسلام میں سرکاری ملازمین کی ذمہ داریاں

تعارف

سرکاری ملازمین ریاست کے نمائندہ کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔ ان کے اور ریاست کے درمیان معاہدہ ہوتا ہے کہ وہ ریاست کے تمام فرائض احسن طریقہ سے انجام دیں گے۔ ان پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ معاملات میں دیانت داری

ایک سرکاری ملازم کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے عہدہ سے اور عہدہ کے معاملات میں

ایمان داری سے کام لے۔

ہم حدیث کے مفہوم کے مطابق

"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔"

(حدیث)

سرکاری ملازمین حکومتی مال سے جو چیزیں اپنے پاس رکھ لیتے ہیں وہ بھی خیانت میں آتا ہے اور ان کو چاہیے کہ اپنے منصب سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں اور ایمان داری سے کام لیں۔

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ

رسول اللہ ؐ نے فرمایا: "ہم نے تم میں سے جس کسی کو منصب کا عامل بنایا اور اس نے کوئی سوئی یا اس سے بھی چھوٹی چیز کو ہم سے چھپا لیا تو یہ خیانت ہے اور وہ اس کو روزِ قیامت لیکر آئے گا۔"

(القرآن)

۲- انصاف کی فراہمی

عوام الناس کو انصاف کی فراہمی سرکاری ملازمین کی اہم ذمہ داری ہے کیونکہ انصاف کے بغیر کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی کیونکہ انصاف کے تقاضے ہر حال میں پورے کرنا لازم ہیں۔

قرآنی آیت کا مفہوم ہے کہ:

"اے ایمان والو! اللہ کیلئے مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے انصاف پر مبنی گواہی دینے والے ہو جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی میں ناانصافی نہ کرنا عدل سے کام لینا۔ عدل کیا کرو وہ پرہیزگاری سے نزدیک ترین ہے۔"

(القرآن)

CamScanner

۳- ملکی مفاد کو ترجیح

ہر حال میں ملکی مفاد کو ترجیح دینا اور اسے ہر معاملے میں مقدم رکھنا افسران کی بنیادی ذمہ داری میں شامل ہے- ذاتی مفاد کی خاطر ملک کا نقصان کرنا اور ملکی رازوں کو دیگر لوگوں پر ظاہر کرنا ایسا زہر ہے جو ایک پوری قوم میں صرف ایک فرد کی وجہ سے داخل ہوتا ہے-

۴- اقربا پروری سے اجتناب

اقربا پروری کا مطلب ہے میرٹ کی خلاف ورزی کر کے اپنے عزیز و اقارب کو نوازنا- پاکستان میں یہ رواج عام ہے- سرکاری افسران کا اس چیز سے اجتناب کرنا لازم ہے- اسکی بہترین مثال اسلامی تاریخ سے ملتی ہے- خلفائے راشدین میں سے کسی کو نے اپنے بیٹے کو خلیفہ نہیں بنایا، یہاں تک کہ حضرت حسن بن علیؓ کی بات ہے انہیں حضرت علیؓ نے نہ نامزد کیا تھا نہ ہی بعد والوں کو کوئی نصیحت کی تھی-

۵- شہریوں کیلئے زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کرنا

سرکاری ملازمین کو چاہیے کہ اپنی تنخواہ کو حلال کرتے ہوئے شہریوں کے لیے سہولیات کا بندوبست کریں- ایسا نہ ہو کہ افسران ان کے لیے مزید مشکلات کا باعث بن جائیں- اپنی طرف سے

خیال کریں کے شہریوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائیں - ان سے کسی قسم کی رشوت یا تحفے کی توقع کیے بغیر ان کے کام سرانجام دیں -

۶- ریاست کیساتھ وفاداری

سرکاری ملازمین ریاست کے ساتھ وفاداری کا حلف اٹھاتے ہیں - یہ حلف ایک ایسا عہد ہے جو دونوں کے درمیان قائم ہوتا ہے - ملکی رازوں کی حفاظت کرنا اور انہیں کسی غیر ملکی عناصر تک نہ پہنچانا بھی سرکاری ملازمین کی ذمہ داریوں میں آتا ہے -

قرآنی آیت کا مفہوم ہے کہ

"وعدہ پورا کیا کرو بے شک وعدہ کی ضرور پوچھ گچھ ہوگی -" (القرآن)

۷- لسانی، مذہبی اور علاقائی عصبیت سے اجتناب

کسی بھی قسم کی عصبیت سے اجتناب کریں اور شہریوں کی مدد بالا تعصب کریں - شہریوں کو فائدہ پہنچانے میں ان کی لسانی، مذہبی عصبیت سے اجتناب کریں - رسول اللہ ؐ نے اپنی آخری خطبہ حجۃ الوداع میں لسانی، مذہبی اور قبائلیت کے سارے بت پاش پاش کر دیے تھے جب آپؐ نے فرمایا تھا:

"جاہلیت کے سارے بت میں آج اپنے پاؤں تلے روندرہا ہوں -"

(الحدیث)

۸- عدالت و پارسائی:

اسلامی قانون میں عدالت سے مراد یہ ہوتی ہے کہ آدمی سچا ہو، امانت دار ہو، پرہیز گار ہو، اسکی سیرت بے داغ ہو اور اس کا کردار غیر مشتبہ ہو، خوشی اور ناراضی میں مغلوب نہ ہوتا ہو اور دین و دنیا کے تمام امور میں مروت برتتا ہو۔ یہی وہ صفات ہیں جن کی موجودگی میں کوئی شخص اسلامی نظام میں کوئی عہدہ پانے کے قابل ہوتا ہے۔

۸- مستقل مزاجی

اس سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص اہم اور دشوار کاموں کی صلاحیت رکھتا ہو، ثابت قدم و باہمت ہو اور جلد بازی سے کام نہ لے۔

قرآنی آیت کا مفہوم ہے کہ:

"کام میں جلد بازی نہ کرنا اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔"

(الحدیث)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں

"رسول اللہ ﷺ کو وہ عمل زیادہ محبوب تھا جس سے مستقل مزاجی سے عمل پیرا ہو جائے۔"

(الحدیث)

اسی لیے سرکاری ملازمین کو چاہیے کہ اپنے اندر مستقل مزاجی پیدا کریں تاکہ مشکل حالات میں فرائض بخوبی سر انجام دے سکیں۔

خلاصہ بحث

مندرجہ بالا ذمہ داریاں واضح کرتی ہیں کہ
سرکاری ملازمین کو کس قدر قابل اور فرض شناس ہونا
چاہیے۔ اگر سرکاری ملازمین ان ذمہ داریوں کو احسن طریقے
سے پورا کرتے ہیں تو یقیناً عوام کے بہت سے مسائل حل ہوں
گے اور ملک میں امن قائم رہے گا۔

CamScanner